سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ ۲۶ مَكِّيَّة	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	اٰيَاتُهَا ۲۲۷ رُكُوْعَاتُهَا ۱۱
سورہ شعراء مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے	دو سو ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

المنزل الخامس

طٰسٓمٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ③ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ف۱ شاید تو گھونٹ مارے اپنی جان اس بات پر کہ وہ یقین نہیں کرتے ف۲ اگر ہم چاہیں اتاریں

عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ④ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ

ان پر آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جائیں ان کی گردنیں اس کے آگے نیچی ف۳ اور نہیں پہنچتی ان کے پاس کوئی نصیحت رحمٰن سے

مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ⑤ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ

نئی جس سے منہ نہیں موڑتے ف۴ سو بیشک جھٹلا چکے اب پہنچیگی ان پر حقیقت اس بات کی جس پر ہنسی کرتے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑥ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

تھے ف۵ کیا نہیں دیکھتے وہ زمین کو کتنی اگائیں ہم نے اس میں ہر ایک قسم کی خاصی چیزیں اس میں البتہ نشانی

ع ۱ ۹ ۵

لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑧ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑨ ع وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ

ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے ف۶ اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا ف۷ اور جب پکارا تیرے رب نے

مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑩ ۙ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ⑪

موسیٰ کو کہ جا اس قوم گنہگار کے پاس قوم فرعون کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں ف۸

(۱) یعنی اس کتاب کا اعجاز کھلا ہوا ہے۔ احکام واضح ہیں اور حق کو باطل سے الگ کرنے والی ہے۔

(۲) **کفار پر آنحضرتؐ کی انتہائی شفقت** یعنی ان بدبختوں کے غم میں اپنے کو غم میں اپنے کو اس قدر گھلانے کی ضرورت نہیں کیا ان کے پیچھے آپ اپنی جان کو ہلاک کر کے رہیں گے۔ دلسوزی اور شفقت کی بھی آخر ایک حد ہے۔

(۳) **اللہ اختیار کو سلب نہیں کرنا چاہتا** یعنی یہ دنیا ابتلاء کا گھر ہے جہاں بندوں کے انقیاد و تسلیم اور سرکشی کو آزمایا جاتا ہے۔ اسی لئے حکمت الٰہی مقتضی نہیں کہ ان کا اختیار بالکل سلب کر لیا جائے۔ ورنہ خدا چاہتا تو کوئی ایسا آسمانی نشان دکھلاتا کہ اس کے آگے زبردستی سب کی گردنیں جھک جاتیں۔ بڑے بڑے سرداروں کو بھی انکار و انحراف کی قدرت باقی نہ رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا تو نہیں کیا، ہاں وہ نشان بھیجے جنہیں دیکھ کر آدمی حق کو سمجھنا چاہے تو بآسانی سمجھ سکے۔ اور کبھی بھی مغلوب ہو کر گردن جھکانے سے مفر بھی نہ ملے۔

ف۱ طرح کی۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۴) **پند و نصیحت سے اعراض** یعنی آپ جن کے غم میں پڑے ہیں اُن کی حالت یہ ہے کہ رحمان اپنی رحمت و شفقت سے جب اُن کی بھلائی کے لئے کوئی پند و نصیحت بھیجتا ہے یہ اُدھر متوجہ نہیں ہوتے بلکہ مُنہ پھیر کر بھاگتے ہیں گویا کوئی بہت بُری چیز سامنے آگئی۔

(۵) یعنی صرف معمولی اعراض ہی نہیں، تکذیب و استہزاء بھی ہے۔ سو عنقریب دنیا اور آخرت میں اپنی کرتوت کی سزا بھگتیں گے۔ تب اس چیز کی حقیقت کھُلے گی جس کا مذاق اُڑایا کرتے تھے۔

(۶) **کیا یہ زمین میں غور و خوض نہیں کرتے** یعنی یہ مکذبین اگر ایک پیش پا اُفتادہ زمین ہی کے احوال میں غور کرتے تو مبدأ و معاد کی معرفت حاصل کرنے کے لئے کافی ہو سکتی تھی۔ کیا دیکھتے نہیں کہ اسی کرکری اور حقیر مٹی سے کیسے عجیب و غریب رنگ برنگ پھول پھل اور قسم قسم کے غلے اور میوے ایک مضبوط نظام تکوین کے ماتحت پیدا ہوتے ہیں۔ کیا یہ اس کی دلیل نہیں کہ کسی لامحدود قدرت و حکمت رکھنے والے صانع نے اس پر رونق چمن کی گلکاریاں کی ہیں جس کے قبضہ میں وجود کی باگ ہے۔ اور وہ ہی جب چاہے اُسے ویران کر سکتا ہے اور ویرانی کے بعد دوبارہ آباد کر سکتا ہے۔ پھر ان آیات تکوینیہ کو سمجھ لینے کے بعد آیات تنزیلیہ کی تصدیق میں کیا اشکال رہ جاتا ہے۔ ہاں ماننا ہی منظور نہ ہو تو الگ بات ہے۔

(۷) یعنی زبردست تو ایسا ہے کہ نہ ماننے پر فوراً عذاب بھیج سکتا تھا، مگر رحم کھا کر تاخیر کرتا ہے کہ ممکن ہے اب بھی مان لیں۔ آگے عبرت کے لئے مکذبین کے چند واقعات بیان فرمائے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوگا کہ خدا نے اُن کو کہاں تک ڈھیل دی، جب کسی طرح نہ مانے تو پھر کیسے تباہ و برباد کیا۔ اُن میں پہلا قصہ قوم فرعون کا ہے جو پیشتر سورۂ "اعراف" اور "طٰہٰ" وغیرہ میں بالتفصیل گذر چکا۔ وہاں کے فوائد ملاحظہ کر لئے جائیں۔

(۸) **حضرت موسیٰؑ کا واقعہ** تم جا کر اُنہیں خدا کے غصہ سے ڈراؤ۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ﴿۱۲﴾ وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی

بولا اے رب میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھٹلائیں اور رُک جاتا ہے میرا جی اور نہیں چلتی ہے میری زبان سو پیغام دے

هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَآ اِنَّا

ہارون کو ف۹ اور اُنکو مجھ پر ہے ایک گناہ کا دعویٰ ف۱۰ سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں ف۱۱ فرمایا کبھی نہیں تم دونوں جاؤ لیکر ہماری نشانیاں

مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶﴾ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا

ہم ساتھ تمہارے سُنتے ہیں ف۱۲ سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم پیغام لے کر آئے ہیں پروردگار عالم کا یہ کہ بھیجدے ہمارے

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَفَعَلْتَ

ساتھ بنی اسرائیل کو ف۱۳ بولا کیا نہیں پالا ہمنے تجھ کو اپنے اندر لڑکا سا ف۱۴ اور رہا تو ہم میں اپنی عمر میں سے کئی برس[ع] ف۱۵ اور کر گیا تو

فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۲۰﴾

اپنی وہ کرتوت جو کر گیا ف۱۶ اور تو ہے ناشکر ف۱۷ کہا کیا تو تھا میں نے وہ کام اور میں تھا چوکنے والا ف۱۸

(۹) **حضرت ہارون کو اپنا نائب بنانے کی درخواست** یعنی پوری بات سُننے سے پہلے ہی جھٹلانا شروع کر دینگے اور مجلس میں کوئی

[ع] یہاں۔ [ع] برسوں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

تائید کرنے والا نہ ہوگا۔ ممکن ہے اس وقت ملول اور حزیں ہو کر طبیعت رُک جائے۔ دل نہ کھُلے، اور زبان میں کچھ لکنت پہلے ہی سے ہے تنگدل ہو کر بولنے میں زیادہ رُکاوٹ پیدا نہ ہو جائے۔ اس لئے میری تقویت و تائید کے لئے اگر ہارون کو جو مجھ سے زیادہ فصیح اللسان ہیں، میرا شریک حال کر دیا جائے تو بڑی مہربانی ہو۔

(۱۰) یعنی ایک قبطی کے خون کا دعویٰ جس کی تفصیل سورۂ قصص میں آئے گی۔

(۱۱) یعنی دعوت و تبلیغ سے پہلے ہی میرا کام تمام نہ کر دیں کہ یہ وہی شخص ہے جو ہمارے آدمی کا خون کر کے بھاگا تھا۔ ایسی صورت میں فرض تبلیغ کس طرح ادا ہوگا۔

(۱۲) **حضرت موسیٰ و ہارون کو فرعون کی طرف بھیجنا** یعنی کیا مجال ہے کہ ہاتھ لگا سکیں۔ جاؤ اپنی استدعاء کے موافق ہارون کو بھی ساتھ لو اور ہمارے دئے ہوئے معجزات و نشانات لے کر وہاں پہنچو۔ اِن نشانات کے ساتھ ہوتے ہوئے تم کو کیا ڈر۔ اور نشان کیا ہم خود ہر موقع پر تمہارے ساتھ ہیں اور فریقین کی گفتگو سُن رہے ہیں۔

(۱۳) **بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ** "بنی اسرائیل" کا وطن حضرت ابراہیم کے زمانہ سے ملک شام تھا۔ حضرت یوسف کے سبب سے مصر میں آ رہے، وہاں ایک مدّت گذری۔ اب اُن کو حق تعالیٰ نے ملک شام دینا چاہا۔ فرعون اُن کو نہ چھوڑتا تھا۔ کیونکہ اُن سے غلاموں کی طرح بیگار میں کام لیتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اُن کی آزادی کا مطالبہ فرمایا۔

(۱۴) **حضرت موسیٰؑ اور فرعون کا مکالمہ** یعنی تو وہ ہی نہیں جس کو ہم نے اپنے گھر میں بڑے ناز و نعم سے پالا پوسا اور پرورش کر کے اتنا بڑا کیا اب تیرا یہ دماغ ہو گیا کہ ہم ہی سے مطالبات کرتا اور اپنی بزرگی منواتا ہے۔

(۱۵) اتنے برسوں تک کبھی یہ دعوے نہ کئے، اب یہاں سے نکلتے ہی رسول بن گئے۔

(۱۶) یعنی جو کرتوت کر کے بھاگا تھا (قبطی کا خون) اُسے ہم بھولے نہیں۔

(۱۷) یعنی ہمارے سب احسانات بُھلا کر لگا پیغمبری کے دعوے کرنے، اُس وقت تو بھی (العیاذ باللہ) اُن ہی میں کا ایک تھا جن کو آج کافر بتلاتا ہے۔

(۱۸) **حضرت موسیٰؑ کا فرعون کو جواب** یعنی قبطی کا خون میں نے دانستہ نہیں کیا تھا، غلطی سے ایسا ہو گیا، مجھے کیا خبر تھی کہ ایک مُکّا مارنے میں جو تادیب کے لئے تھا۔ اس کا دم نکل جائیگا۔ "فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ" (قصص ر کوع ۲)

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ

پھر بھاگا میں تم سے جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بخشا مجھ کو میرے رب نے حکم اور ٹھہرایا[۱] مجھ کو پیغام پہنچانے والا ف۱۹ اور کیا وہ احسان ہے

تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

جو تو مجھ پر رکھتا ہے کہ غلام بنایا تو نے بنی اسرائیل کو ف۲۰ بولا فرعون کیا معنی پروردگار عالم کا ف۲۱ کہا پروردگار آسمان اور زمین

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ

کا اور جو کچھ اُنکے بیچ میں ہے اگر تم یقین کرو ف۲۲ بولا اپنے گردوالوں سے کیا تم نہیں سُنتے ہو ف۲۳ کہا

[۱] مقرّر کیا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾

پروردگار تمہارا اور پروردگار تمہارے اگلے باپ دادوں کا ف۲۴ بولا تمہارا پیغام لانیوالا جو تمہاری طرف بھیجا گیا ضرور باؤلا ہے ف۲۵

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا

کہا پروردگار مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ اُن کے بیچ میں ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو ف۲۶ بولا اگر تو نے ٹھہرایا کوئی اور حاکم میرے سوائے

غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ

تو مقرر ڈالونگا تجھ کو قید میں سے ف۲۷ کہا اور اگر لیکر آیا ہوں تیرے پاس ایک چیز کھولدینے والی سے ف۲۸ بولا تو وہ چیز لا

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا

اگر تو سچ کہتا ہے پھر ڈال دیا اپنا عصا سو اُسی وقت وہ اژدہا ہو گیا صریح اور اندر سے نکالا اپنا ہاتھ سو اُسی

هِيَ بَيْضَاۗءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ ع ۲ ۱۴ ۶

وقت وہ سفید تھا دیکھنے والوں کے سامنے بولا اپنے گرد کے سرداروں کو یہ تو کوئی جادوگر ہے پڑھا ہوا چاہتا ہے کہ نکالدے تم کو تمہارے

مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۡ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ

دیس سے اپنے جادو کے زور سے سو اب کیا حکم دیتے ہو ف۲۹ بولے ڈھیل دے اُسکو اور اُسکے بھائی کو اور بھیجدے شہروں میں

حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ

کہ لیویں سب تیرے پاس جو بڑا جادوگر ہو پڑھا ہوا پھر اکٹھے کئے جادوگر وعدہ پر ایک مقرر دن کے ف۳۰ اور کہدیا لوگوں کو کیا تم

هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾

بھی اکٹھے ہو گئے شاید ہم راہ قبول کریں جادوگروں کی اگر ہو اُن کو غلبہ ف۳۱

(۱۹) یعنی بیشک میں خوف کھا کر یہاں سے بھاگا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کو منظور ہوا کہ مجھے نبوت و حکمت عطا فرمائے۔ اس نے اپنے فضل سے مجھے سرفراز کیا اور رسول بنا کر تمہاری طرف بھیجا۔ یہ بجائے خود میری صداقت کی دلیل ہے کہ جو شخص تم سے خوف کھا کر بھاگا ہو، پھر اس طرح بے خوف و خطر تنہا تمہارے سامنے آکر ڈٹ جائے۔

(۲۰) یعنی بچپن میں میری پرورش کا احسان جتلانا تجھے زیب نہیں دیتا۔ کیا ایک اسرائیلی بچہ کی تربیت سے اس کا جواب ہو سکتا ہے کہ تو نے اُس کی ساری قوم کو غلام بنا رکھا ہے۔ بالخصوص جبکہ اس بچہ کی تربیت بھی خود تیرے زہرہ گداز مظالم کے سلسلہ ہی میں وقوع پذیر ہوئی ہو۔ نہ تو "بنی اسرائیل" کے بچوں کو ذبح کرتا، نہ خوف کی وجہ سے میری والدہ تابوت میں رکھ کر مجھے دریا میں چھوڑتی، نہ تیرے محلسرا تک رسائی ہوتی، ان حالات کا تصور کر کے تجھ کو ایسا احسان جتلاتے ہوئے شرمانا چاہئے اور صاف بات یہ ہے کہ جس پروردگار نے تجھ جیسے دشمن کے گھر میں میری پرورش کرائی اُسی نے آج تیری خیر خواہی کے لئے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(۲۱) **رب العلمین کیا ہوتا ہے؟ فرعون کا سوال** یعنی موسیٰ علیہ السلام نے فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کے امتثال میں اپنے کو "رب العالمین" کا پیغمبر کہا، اُس پر فرعون جحود، تعنت، اور ہٹ دھرمی کی راہ سے بولا کہ (العیاذ باللہ) ربُّ العالمین کیا چیز ہوتی

لہ ضرور۔ ۲ بغل۔

Brought To You By www.e-iqra.info

ہے، میری موجودگی میں کسی اور رب کا نام لینا کیا معنی رکھتا ہے۔ کیونکہ اُس شقی ازلی کا دعویٰ تو اپنی قوم کے روبرو یہ تھا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرِي (میں اپنے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہیں سمجھتا) اور "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى" (میں ہی بڑا پروردگار میں ہوں) چنانچہ اس کی قوم کے لوگ بعض تو انتہائی جہل و بلادت سے اور بعض خوف یا طمع سے اُسی کی پرستش کرتے تھے۔ گو دل میں اُس ملعون کو بھی خدا کی ہستی کا یقین تھا۔ جیسا کہ "لَقَدْ عَلِمْتَ مَا اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ" (بنی اسرائیل رکوع ۱۲) سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۲۲) **حضرت موسیٰؑ کا جواب** یعنی آسمان و زمین کی سب چیزیں جس کے زیر تربیت ہیں وہ ہی ربُّ العالمین ہے۔ اگر تمہارے قلوب میں کسی چیز پر بھی یقین لانے کی استعداد موجود ہو تو فطرۃ انسانی سب سے پہلے اس چیز کا یقین دلانے کے لئے کافی ہے۔

(۲۳) **فرعون کا بات کو ٹالنا** فرعون جان بوجھ کر بات کو رلانا چاہتا تھا اپنے حوالی کو اُبھارنے اور موسیٰ علیہ السلام کی بات کو خفیف کرنے کے لئے کہنے لگا، سنتے ہو، موسیٰ کیسی دور از کار باتیں کر رہے ہیں۔ کیا تم میں کوئی تصدیق کریگا کہ میرے سوا آسمان و زمین میں کوئی اور رب ہے؟

(۲۴) یعنی او احمق! میں جس ربُّ العالمین کا ذکر کر رہا ہوں، وہ ہے جس نے خود تم کو اور تمہارے باپ دادوں کو پیدا کیا۔ اور جب تمہارا بیج بھی نہ تھا اُس وقت زمین و آسمان کی تربیت و تدبیر کر رہا تھا۔

(۲۵) **فرعون کی طرف سے حضرت موسیٰ پر جنون کا الزام** یعنی (العیاذ باللہ) کس دیوانہ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ جو ہماری اور ہمارے باپ دادوں کی خبر لیتا ہے اور ہماری شوکت و حشمت کو دیکھ کر ذرا نہیں جھجکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دماغ عقل سے بالکل خالی ہے۔

(۲۶) **حضرت موسیٰ کے دلائل توحید** حضرت موسیٰ نے پھر ایک بات کہی جس طرح کی حضرت ابراہیم نے نمرود کے سامنے آخر میں کہی تھی۔ یعنی رب العالمین وہ ہے جو مشرق و مغرب کا مالک اور تمام سیارات طلوع و غروب کی تدبیر ایک محکم و مضبوط نظام کے موافق کرنیوالا ہے۔ اگر تم میں ذرا بھی عقل ہو تو بتلا سکتے ہو کہ اس عظیم الشان نظام کا قائم رکھنے والا بجز خدا کے کون ہو سکتا ہے۔ کیا کسی کو قدرت ہے کہ اُس کے قائم کئے ہوئے نظام کو ایک سیکنڈ کے لئے توڑ دے یا بدل ڈالے۔ یہ آخری بات سُن کر فرعون بالکل مبہوت ہو گیا اور بحث و جدال سے گذر کر دھمکیوں پر اُتر آیا۔ جیسا کہ آگے آتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "حضرت موسیٰ ایک بات کہے جاتے تھے اللہ کی قدرتیں بتانے کو اور فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کو اُبھارتا تھا کہ اُن کو یقین نہ آجائے"۔

(۲۷) **فرعون کا دعوئے الوہیت** اس مرتبہ فرعون نے اپنا مطلب صاف کہہ دیا کہ یہاں "مصر" میں کوئی اور خدا نہیں۔ اگر میرے سوا کسی اور معبود کی حکومت مانی تو یاد رکھو قید خانہ تیار ہے۔

(۲۸) **معجزات نبوّت کا مظاہرہ** یعنی فیصلہ میں ابھی جلدی نہ کر۔ یہ تو تیری باتوں کا جواب تھا۔ اب ذرا وہ کھلے ہوئے نشان بھی دیکھ جن سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور میری صداقت دونوں کا اظہار ہو۔ اگر ایسے نشان دکھلاؤں تو کیا پھر بھی تیرا فیصلہ یہ ہی رہیگا۔

(۲۹) **فرعون کا حواس باختہ ہونا** یا تو خدائی کے دعوے تھے، یا اتنی جلد ایسا حواس باختہ ہو گیا کہ اپنے غلاموں اور پرستاروں کے احکام پر چلنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔

(۳۰) **جادوگروں کا اکٹھا ہونا** یعنی عید کے دن چاشت کے وقت۔

(۳۱) یعنی سب کو اکٹھا ہونا چاہئے۔ اُمید قوی ہے کہ ہمارے جادوگر غالب آئیں گے۔ اُس وقت ہم موسیٰ کی شکست اور مغلوبیت دکھلانے کے لئے اپنے ساحرین ہی کی راہ پر چلیں گے۔ گویا یہ ظاہر کرنا تھا کہ اس میں ہماری کوئی خود غرضی نہیں۔ جب مقابلہ میں ہمارا پلّہ

Brought To You By www.e-iqra.info

بھاری رہیگا تو انصافاً کسی کو ہمارے طریقہ سے منحرف ہونے کی گنجائش نہیں رہ سکتی۔

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ

پھر جب آئے جادوگر کہنے لگے فرعون سے بھلا کچھ ہمارا حق بھی ہے اگر ہو ہم کو غلبہ بولا البتہ[1] اور

وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا

تم اُس وقت مقربوں[2] میں ہوگے ف۳۲ کہا اُن کو موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو ف۳۳ پھر ڈالیں

حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ

انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں اور بولے فرعون کے اقبال سے ہماری ہی فتح ہے ف۳۴ پھر ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا پھر تبھی وہ

تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى

نگلنے لگا جو سانگ انہوں نے بنایا تھا ف۳۵ پھر اوندھے گرے جادوگر سجدہ میں بولے ہمنے مان لیا جہان کے رب کو جو رب ہے موسیٰ

وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ

اور ہارون کا بولا تمنے اسکو مان لیا ابھی میں نے حکم نہیں دیا تم کو مقرر[3] وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو سکھلایا جادو ف۳۶ سو اب معلوم

تَعْلَمُوْنَ ۭ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا

کر لوگے البتہ کاٹونگا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں اور سولی پر چڑھاؤنگا تم سب کو بولے کچھ ڈر

ضَيْرَ ۭ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾

نہیں ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ف۳۷

(۳۲) **جادوگروں کا فرعون سے مطالبہ اور فرعون کا وعدہ** یعنی نہ صرف مالی انعام واکرام، بلکہ تم میرے خاص مصاحبوں میں رہو گے۔ ان آیات کا مفصل بیان "اعراف" اور "طٰہٰ" میں گذر چکا ہے۔

(۳۳) **ساحرین کا مظاہرہ** یعنی جب ساحرین نے کہا کہ موسیٰ تم پہلے اپنی لاٹھی ڈالتے ہو یا ہم ڈالیں اُس کے جواب میں فرمایا کہ تم ہی اپنی قوت خرچ کر دیکھو۔

(۳۴) بعض نے "بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ" کو قسم کے معنی میں لیا ہے۔ یعنی فرعون کے اقبال کی قسم ہم ہی غالب ہو کر رہیں گے۔

(۳۵) **عصائے موسیٰؑ کا سانپوں کو نگلنا** شیخ اکبرؒ نے لکھا ہے کہ خالی رسیاں اور لاٹھیاں رہ گئیں جو سانپوں کی صورتیں اُنہوں نے بنائیں تھیں موسیٰ کا عصا اُن کو نگل گیا۔

(۳۶) **ساحرین کا قبولِ ایمان** یعنی موسیٰ تمہارا بڑا اُستاد ہے، آپس میں سازش کر کے آئے ہو کہ تم یہ کرنا، ہم یوں کہیں گے اور حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "تمہارا بڑا" کہا رب کو، یعنی موسیٰ اور تم ایک اُستاد کے شاگرد ہو" واللہ اعلم۔

(۳۷) یعنی بہرحال مر کر خدا کے یہاں جانا ہے اس طرح مریں گے، شہادت کا درجہ ملیگا۔ یہ سب مضامین سورہ "اعراف" وغیرہ میں گذر چکے ہیں

[1] ہاں۔ [2] مصاحبوں۔ [3] بیشک۔

Brought To You By www.e-iqra.info

وہاں دیکھ لیا جائے۔

إِنَّا نَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَانَا أَن كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥١﴾ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ

ہم غرض رکھتے ہیں کہ بخش دے ہم کو رب ہمارا تقصیریں ہماری اس واسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول کرنیوالے ف۳۸ اور حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ

أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ﴿٥٢﴾ فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿٥٣﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ

رات کو لے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارا پیچھا کریں گے ف۳۹ پھر بھیجے فرعون نے شہروں میں نقیب ف۴۰ یہ لوگ جو ہیں

لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴿٥٤﴾ وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ ﴿٥٥﴾ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ ﴿٥٦﴾ فَأَخْرَجْنَاهُم

سو ایک جماعت ہے تھوڑی سی ف۴۱ اور وہ مقرر ہم کو دل جلے ہوئے ہیں ف۴۲ اور ہم سارے ان کو خطرہ رکھتے ہیں ف۴۳ پھر نکال باہر کیا ہم نے

مِّن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٧﴾ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٥٨﴾ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾ فَأَتْبَعُوهُم

ان کو باغوں اور چشموں سے اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے اسی طرح ف۴۴ اور ہاتھ لگا دیں ہم نے یہ چیزیں بنی اسرائیل کے ف۴۵ پھر پیچھے پڑے ان کے

مُّشْرِقِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا ۖ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي

سورج نکلتے کے وقت پھر جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں کہنے لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے ف۴۶ کہا ہرگز نہیں میرے ساتھ ہے میرا رب وہ مجھ کو

سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾ فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ

راہ بتلا دیگا ف۴۷ پھر حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ مار اپنے عصا سے دریا کو پھر دریا پھٹ گیا تو ہو گئی ہر پھاڑ جیسے

الْعَظِيمِ ﴿٦٣﴾ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ ﴿٦٤﴾ وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ﴿٦٥﴾

بڑا پہاڑ ف۴۸ اور پاس پہنچا دیا ہم نے اسی جگہ دوسروں کو اور بچا دیا ہم نے موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اس کے ساتھ سب کو

(۳۸) **ساحرین کی استقامت اور حوصلہ** یعنی موسیٰ علیہ السلام کی دعوۃ و تبلیغ کے بعد بھرے مجمع میں ظالم فرعون کے روبرو سب سے پہلے ہم نے قبول حق کا اعلان کیا۔ اس سے امید ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ ہماری گذشتہ تقصیرات کو معاف فرمائیگا۔

(۳۹) **حضرت موسیٰ کو مصر سے ہجرت کا حکم** یعنی جب ایک مدت مدید تک سمجھانے اور آیات دکھلاتے رہنے کے بعد بھی فرعون نے حق کو قبول نہ کیا اور "بنی اسرائیل" کا ستانا نہ چھوڑا، تو ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنی قوم کو لے کر رات میں یہاں سے ہجرت کر جاؤ۔ اور دیکھنا یہ فرعونی لوگ تمہارا پیچھا کرینگے (گھبرانا نہیں)۔

(۴۰) **تعاقب کی تیاری** تا تمام قبطیوں کو جمع کر کے بنی اسرائیل کا تعاقب کرے۔

(۴۱) **فرعون کا قوم سے خطاب** یعنی ان تھوڑے سے آدمیوں نے تم کو تنگ کر رکھا ہے۔ حالانکہ ان کی ہستی کیا ہے جو تمہارے مقابلہ میں عہدہ برآ ہو سکیں۔ یہ باتیں قوم کو غیرت اور جوش دلانے کے لئے کہیں۔

(۴۲) یا ہم کو غصہ دلا رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے ان کی کم بختی نے دھوکا دیا ہے۔

(۴۳) تو اس روز روز کے خطرہ کا قلع قمع ہی کر دو۔ بعض مفسرین نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ ہماری بڑی جمعیت ہے جو محتاط یا مسلح ہے

لہ کوئی۔

Brought To You By www.e-iqra.info

تو یہ الفاظ دل بڑھانے کے لئے ہونگے۔ واللہ اعلم۔

(۴۴) **حضرت موسیٰؑ کا تعاقب** یعنی اس طرح قبطی گھر بار، مال و دولت، باغ اور کھیتیاں چھوڑ کر بنی اسرائیل کے تعاقب میں ایک دم نکل پڑے۔ جنہیں پھر لوٹنا نصیب نہ ہوا۔ گویا اس تدبیر سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو نکال باہر کیا۔

(۴۵) **بنی اسرائیل کو خزانوں کا انعام** یا تو اس کے بعد ہی یہ چیزیں بنی اسرائیل کے ہاتھ لگیں اور یا ایک مدت بعد سلیمان علیہ السلام کے عہد میں جب ملک مصر بھی اُن کی سلطنت میں شامل ہوا۔ واللہ اعلم پہلے اس کے متعلق اختلاف گذر چکا ہے۔

(۴۶) **بنی اسرائیل کی گھبراہٹ** یعنی بحر قلزم کے کنارہ پہنچ کر بنی اسرائیل پار ہونے کی فکر کر رہے تھے کہ پیچھے سے فرعونی لشکر نظر آیا گھبرا کر موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اب اُنکے ہاتھ سے کیسے بچیں گے۔ آگے سمندر حائل ہے اور پیچھے سے دشمن دبائے چلا آرہا ہے

(۴۷) **حضرت موسیٰ کی تسلی** یعنی گھبراؤ نہیں، اللہ کے وعدوں پر اطمینان رکھو، اس کی حمایت و نصرت میرے ساتھ ہے۔ وہ یقیناً ہمارے لئے کوئی راستہ نکال دیگا۔ ناممکن ہے کہ دشمن ہم کو پکڑ سکے۔

(۴۸) **دریا میں بارہ راستے** پانی بہت گہرا تھا۔ بارہ جگہ سے پھٹ کر خشک راستے بن گئے۔ بارہ قبیلے بنی اسرائیل کے الگ الگ اُن میں کو گذرے اور بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے رہ گئے۔ (کذا فی موضح القرآن)۔

ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

پھر ڈبا دیا ہم نے اُن دوسروں کو ف۴۹ اس چیز میں ایک نشانی ہے اور نہیں تھے بہت لوگ اُن میں ماننے والے ف۵۰ اور تیرا رب وہی ہے زبردست

الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ

رحم والا ف۵۱ اور سُنا دے اُن کو خبر ابراہیم کی جب کہا اپنے باپ کو اور اُس کی قوم کو تم کس کو پوجتے ہو ف۵۲ وہ بولے ہم پوجتے ہیں

اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾

مورتوں کو پھر سارا دن ف۱ انہی کے پاس لگ بیٹھے رہتے ہیں ف۵۳ کہا کچھ سنتے ہیں تمہارا کہا جب تم پکارتے ہو ف۵۴ یا کچھ بھلا کرتے ہیں تمہارا یا برا ف۵۵

قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ

بولے نہیں پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو یہی کام کرتے ف۵۶ کہا بھلا دیکھتے ہو جن کو پوجتے رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے

الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۷﴾ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِيْ

اگلے ف۵۷ سو وہ میرے دشمن ہیں ف۵۸ مگر جہان کا رب ف۵۹ جس نے مجھ کو بنایا سو وہی مجھ کو راہ دکھلاتا ہے ف۶۰ اور وہ جو

هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْۤ

مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوں تو وہی شفا دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو مارے گا پھر جلائے گا ف۶۱ اور وہ جو

اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾

مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر انصاف کے دن ف۶۲ اے میرے رب دے مجھ کو حکم اور ملا مجھ کو نیکوں میں ف۶۳

(۴۹) **غرق فرعون** یعنی فرعونی لشکر بھی قریب آگیا اور دریا میں راستے بنے ہوئے دیکھ کر بنی اسرائیل کے بعد بے سوچے سمجھے گھس

ف۱ دن بھر۔ ف۲ دشمن۔ ف۳ شامل کر۔

Brought To You By www.e-iqra.info

پڑا۔ جب تمام لشکر دریا کی لپیٹ میں آگیا، فوراً خدا کے حکم سے پانی کے پہاڑ ایک دوسرے سے مل گئے۔ یہ قصہ پہلے گذر چکا ہے۔

(۵۰) یعنی جب اکثروں نے حق کو قبول نہ کیا تو آخر میں قدرت نے یہ نشان دکھلایا۔ جس سے صادقین اور مکذبین کے انجام کا دنیا ہی میں الگ الگ پتہ چل جاتا ہے۔

(۵۱) یہ سُنا دیا ہمارے حضرتؐ کو کہ مکہ کے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو۔ پھر وطن سے باہر تباہ ہونگے "بدر" کے دن۔ جیسے فرعون تباہ ہوا۔ (موضح القرآن)۔

(۵۲) **حضرت ابراہیم کا واقعہ** یعنی یہ چیز کیا ہے جسے تم پوجتے ہو؟

(۵۳) یعنی تم ہمارے معبودوں کو جانتے نہیں، جو ایسی تحقیر سے سوال کر رہے ہو۔ ہم ان مورتوں کو پوجتے ہیں اور اس قدر وقعت و عقیدت ہمارے دل میں ہے کہ دن بھر آسن جما کر ان ہی کو لگے بیٹھے رہتے ہیں۔

(۵۴) **دعوتِ توحید** یعنی اتنا پکارنے پر کبھی تمہاری بات سنتے ہیں؟ اگر نہیں سُنتے (جیسا کہ اُن کے جماد ہونے سے ظاہر ہے) تو پکارنا فضول ہے۔

(۵۵) یعنی کیا پوجنے کچھ نفع یا نہ پوجنے کی صورت میں کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ ظاہر ہے جو اپنے اُوپر سے مکھی تک نہ اُڑا سکیں وہ دوسرے کو کیا نفع نقصان پہنچا سکیں گے؟ پھر ایسی عاجز و لایعقل چیز کو معبود بنانا کہاں کی عقل مندی ہے۔

(۵۶) **کفار کی آباء پرستی** یعنی ان منطقی بحثوں اور کٹ حجتیوں کو ہم نہیں جانتے، نہ ہماری عقیدت اور پرستش کا مدار ان باتوں پر ہے بس سنتو دلیلوں کی ایک دلیل یہ ہے کہ ہمارے بڑے اِسی طرح کرتے چلے آئے۔ کیا ہم اُن سب کو احمق سمجھ لیں۔

(۵۷) یعنی ان کا پوجنا ایک پُرانی حماقت ہے، ورنہ جس کے اختیار اور قبضہ میں ذرّہ برابر نفع نقصان نہ ہو اُسکی عبادت کیسی؟

(۵۸) **حضرت ابراہیمؑ کا بتوں سے دشمنی کا اعلان** یعنی لو! میں بے خوف و خطر اعلان کرتا ہوں کہ تمہارے ان معبودوں سے میری لڑائی ہے۔ میں ان کی گت بنا کر رہونگا۔ تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ (انبیاء رکوع ۵) اگر ان میں کوئی طاقت ہے تو مجھ کو نقصان پہنچا دیکھیں۔ کما قال تعالیٰ فی موضع آخر "وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِکُوْنَ بِہٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْئًا" الآیۃ (انعام رکوع ۹) وقال نوح علیہ السلام "فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَکُمْ وَشُرَکَآءَکُمْ" (یونس رکوع ۸) وقال ہود علیہ السلام فَکِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ" (ہود رکوع ۵) اور بعض مفسرین نے کہا کہ یہ نہایت موثر و لطیف پیرایہ میں مشرکین پر تعریض ہے۔ یعنی جن کی تم عبادت کر رہے ہو میں اُن کو اپنا دشمن سمجھتا ہوں۔ اگر نعوذ باللہ ان کی پرستش کروں تو سراسر نقصان ہے۔ اسی سے سمجھ لو کہ تم بھی ان کی عبادت کر کے نقصان اُٹھا رہے ہو۔

(۵۹) **حضرت ابرہیم کا تذکیر نعمت** کہ وہ ہی میرا معبود، دوست اور مددگار ہے۔

(۶۰) یعنی فلاح دارین کی راہ دکھاتا اور اعلیٰ درجہ کے فوائد و منافع کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

(۶۱) یعنی کھلانا پلانا، مارنا جلانا اور بیماری سے اچھا کرنا، سب اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

(۶۲) یعنی کسی معاملہ میں بھول چوک یا اپنے درجہ کے موافق خطاء و تقصیر ہو جائے تو اُسی کی مہربانی سے معافی کی توقع ہو سکتی ہے۔ کوئی دوسرا معاف کرنے والا نہیں۔ آگے حق تعالیٰ کے کمالات اور مہربانیوں کا ذکر کرتے کرتے حضرت ابراہیم نے غلبہ حضورؐ سے دُعاء شروع کر دی جو کمال عبدیت کے لوازم میں سے ہے۔

(۶۳) **حضرت ابراہیمؑ کی دعاء** یعنی مزید علم و حکمت اور درجات قرب و قبول مرحمت فرما اور اعلیٰ درجہ کے نیکوں کے زمرہ میں (جو

Brought To You By www.e-iqra.info

انبیاء علیہم السلام ہیں) شامل رکھ۔ کما قال نبینا صلی اللہ علیہ وسلم "اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی" اس دعاء سے اپنی کامل احتیاج اور حق تعالیٰ کی غناء کا اظہار مقصود ہے۔ یعنی نبی ہو یا ولی، اللہ تعالیٰ کسی کے معاملہ میں مجبور و مضطر نہیں۔ ہمہ وقت اس کے فضل و رحمت سے کام چلتا ہے

وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِیْ

اور رکھ میرا بول سچا پچھلوں میں ف۶۴ اور کر مجھ کو وارثوں میں نعمت کے باغ کے ف۶۵ اور معاف کر میرے

اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ

باپ کو وہ تھا راہ بھولے ہوؤں میں ف۶۶ اور رسوا نہ کر مجھ کو جس دن سب جی کر اٹھیں گے جس دن نہ کام آئے کوئی مال اور نہ بیٹے مگر جو کوئی

اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِیْلَ

آیا اللہ کے پاس لیکر دل چنگا لہ ف۶۷ اور پاس لائیں بہشت کو واسطے ڈر والوں کے اور نکالیں دوزخ کو سامنے بے راہوں کے ف۶۸ اور کہیں

لَهُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ یَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ یَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوْا فِیْهَا هُمْ

اُن کو کہاں ہیں جن کو تم پوجتے تھے اللہ کے سوائے کیا کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری یا بدلہ لے سکتے ہیں ف۶۹ پھر اوندھے ڈالیں اس میں انکو

وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِیْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَهُمْ فِیْهَا یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ

اور سب بے راہوں کو اور ابلیس کے لشکر کو سبھوں کو کہیں گے جب وہ وہاں باہم جھگڑنے لگیں قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی

مُّبِیْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ﴿۱۰۰﴾

میں جب ہم تم کو برابر کرتے تھے پروردگار عالم کے اور ہم کو راہ سے بہکایا سوا ان گنہگاروں نے پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنیوالے

وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۲﴾

اور نہ کوئی دوست محبت کرنیوالا ف۷۰ سو کسی طرح ہم کو پھر جانا ملے تو ہم ہوں ایمان والوں میں ف۷۱

(۶۴) **قول صدق عطا فرما** یعنی ایسے اعمال مرضیہ اور آثار حسنہ کی توفیق دے کہ پیچھے آنے والی نسلیں ہمیشہ میرا ذکر خیر کریں اور میرے راستہ پر چلنے کی طرف راغب ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمانہ میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور اُمّت ہو، اور میرا دین تازہ کریں چنانچہ یہ ہی ہوا کہ حق تعالیٰ نے ابراہیم کو دنیا میں قبول عام عطا فرمایا اور اُن کی نسل سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا جنہوں نے ملت ابراہیمی کی تجدید کی اور فرمایا کہ میں ابراہیم کی دُعاء ہوں آج بھی ابراہیم کا ذکر خیر اہل ملل کی زبانوں پر جاری ہے اور اُمّتِ محمدیہ تو ہر نماز میں "کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ" اور "کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ" پڑھتی ہے۔

(۶۵) یعنی جنت کا جو آدم کی میراث ہے۔

(۶۶) **باپ کے لئے مغفرت کی دعا** ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دُعاء باپ کی موت کے بعد کی۔ مگر دوسری جگہ تصریح آگئی کہ جب اس کا دشمن خدا ہونا ظاہر ہو گیا تو براءت اور بیزاری کا اظہار فرمایا۔ کما قال تعالیٰ "وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاھِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ

ف۷۰ بے روگ۔

Brought To You By www.e-iqra.info

مَوْعِدَةً وَعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ" (توبہ رکوع ۱۴) اور "اگر اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ" میں "كَانَ" کا ترجمہ "تھا" کے بجائے "ہے" سے کیا جائے، پھر کوئی اشکال نہیں۔ کیونکہ زندگی میں ایمان لے آنے کا امکان تھا۔ تو دعاء کا حاصل یہ ہے کہ الٰہی اس کو ایمان سے مشرف فرما کر کفر کے زمانہ کی خطائیں معاف فرمادے۔ اس کی قدرے مفصل تحقیق پہلے کسی جگہ گذر چکی ہے۔ فلیراجع۔

(۶۷) یعنی بھلا چنگا بے روگ دل جو کفر و نفاق اور فاسد عقیدوں سے پاک ہوگا وہ ہی وہاں کام دیگا۔ نرے مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے اگر کافر چاہے کہ قیامت میں مال و اولاد فدیہ دے کر جان چھڑالے، تو ممکن نہیں۔ یہاں کے صدقات و خیرات اور نیک اولاد سے بھی کچھ نفع کی توقع اُسی وقت ہے جب اپنا دل کفر کی پلیدی سے پاک ہو۔

(۶۸) **دوزخ میں جنّت و دوزخ کی قربت** یعنی محشر میں جنت مع اپنی انتہائی آرائش و زیبائش کے متقین کو قریب نظر آئے گی۔ جسے دیکھ کر داخل ہونے سے پہلے ہی مسرور و محفوظ ہونگے۔ اسی طرح دوزخ کو مجرموں کے پاس لے آئیں گے تا داخل ہونے سے پیشتر ہی خوف کھا کر لرزنے لگیں۔

(۶۹) **اب فرضی معبود کہاں گئے؟** یعنی اب وہ فرضی معبود کہاں گئے، کہ نہ تمہاری مدد کر کے اس عذاب سے چھڑا سکتے ہیں نہ بدلہ لے سکتے ہیں بلکہ خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے۔

(۷۰) **آخرت میں کفّار کا اعتراف گناہ** یعنی بُت اور بُت پرست اور ابلیس کا سارا لشکر، سب کو دوزخ میں اوندھے مُنہ گرا دیا جائیگا وہاں پہنچ کر آپس میں جھگڑیں گے۔ ایک دوسرے کو الزام دے گا اور آخر کار اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے کہ واقعی ہم سے بڑی سخت غلطی ہوئی کہ تم کو (یعنی بتوں کو یا دوسری چیزوں کو جنہیں خدائی کے حقوق و اختیارات دے رکھے تھے) رب العالمین کے برابر کر دیا۔ کیا کہیں یہ غلطی ہم سے ان بڑے شیطانوں نے کرائی، اب ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں نہ کوئی بُت کام دیتا ہے نہ شیطان مدد کو پہنچتا ہے وہ خود ہی دوزخ کے کندے بن رہے ہیں۔ کوئی اتنا بھی نہیں کہ خدا کے یہاں ہماری سفارش کر دے یا کم از کم اس اڑے وقت میں کوئی دوست دلسوزی و ہمدردی ہی کا اظہار کرے۔ سچ ہے "اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ" (زخرف رکوع ۶)

(۷۱) **دوبارہ دنیا میں بھیجنے کی درخواست** یعنی اگر ایک مرتبہ ہم کو پھر دنیا کی طرف واپس جانے کا موقع دیا جائے تو اب وہاں سے پکے ایماندار بنکر آئیں لیکن یہ کہنا بھی جھوٹ ہے۔ "وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ" (انعام رکوع ۳)

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ كَذَّبَتْ ع ۵ ۹

اس بات میں نشانی ہے اور بہت لوگ اُن میں نہیں ماننے والے ف۷۲ اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا نوح

قَوْمُ نُوْحِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾

کی قوم نے پیغام لانیوالوں کو جب کہا اُن کو اُن کے بھائی نوح نے کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے واسطے پیغام لانیوالا ہوں

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

معتبر سو ڈر اللہ کا اور میرا کہا مانو ف۷۳ اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہو اُسی پروردگار عالم پر

ف۷ حق۔

Brought To You By www.e-iqra.info

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا

سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ف۷۴ بولے کیا ہم تجھ کو مان لیں اور تیرے ساتھ ہو رہے ہیں کمینے ف۷۵ کہا مجھ کو کیا جاننا ہے اس کا جو کام وہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا

کر رہے ہیں ان کا حساب پوچھنا میرے رب کا ہی کام ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو اور میں ہانکنے والا نہیں ایمان لانیوالوں کو ف۷۶ میں تو بس

اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ

یہی ڈر سنا دینے والا ہوں کھول کر ف۷۷ بولے اگر تو نہ چھوڑیگا اے نوح تو ضرور سنگسار کر دیا جائے گا ف۷۸ کہا اے رب میری قوم نے

كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ

النصف

تو مجھ کو جھٹلایا سو فیصلہ کر دے میرے اور ان کے بیچ میں کسی طرح کا فیصلہ ف۷۹ اور بچا لے میرے ساتھ ہیں ایمان والے ف۸۰ پھر بچا دیا ہم نے اسکو

مَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ

اور جو اس کے ساتھ تھے اس لدی ہوئی کشتی میں پھر ڈبا دیا پیچھے ان باقی رہے ہوؤں کو ف۸۱ البتہ اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت

اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ عَادُ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ ع ۶ ۱۰

لوگ نہیں ہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا عاد نے پیغام لانیوالوں کو جب کہا

لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾

ان کو ان کے بھائی ہود نے کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے پاس پیغام لانیوالا معتبر ہوں سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو

(۷۲) یعنی ابراہیم کے اس قصہ میں توحید وغیرہ کے دلائل اور مشرکین کا عبرتناک انجام دکھلایا گیا ہے مگر لوگ کہاں مانتے ہیں۔

(۷۳) **حضرت نوح کی دعوت** | یعنی نہایت صدق و امانت کے ساتھ حق تعالیٰ کا پیغام بلاکم و کاست تم کو پہنچاتا ہوں۔ لہٰذا واجب ہے کہ پیغام الٰہی سن کر خدا سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔

(۷۴) یعنی بے غرض اور بے لوث آدمی کی بات ماننی چاہیئے۔

(۷۵) یعنی تھوڑے سے کمینے اور نیچ قوم کے لوگ اپنی نمود کے لئے تیرے ساتھ ہو گئے ہیں، بھلا یہ کیا اونچے کام کرینگے اور ہمارا افضل و شرف کب اجازت دے سکتا ہے کہ ان کمینوں کے دوش بدوش تمہاری مجلس میں بیٹھا کریں، پہلے تو آپ ان کو اپنے یہاں سے کھسکائیے پھر ہم سے بات کرنا۔

(۷۶) **حضرت نوحؑ کا جواب** | یعنی مجھے ان کا صدق و ایمان قبول ہے، ان کے پیشے یا نیت اور اندرونی کاموں کے جاننے سے کیا مطلب اس کا فیصلہ اور حساب تو پروردگار کے یہاں ہوگا۔ باقی میں تمہاری خاطر سے غریب ایمانداروں کو اپنے پاس سے دھکے نہیں دیسکتا۔

(۷۷) یعنی میرا فرض تم کو آگاہ کر دینا تھا سو کر چکا، تمہاری لغو فرمائشیں پوری کرنا میرے ذمہ نہیں۔

(۷۸) **حضرت نوحؑ کو قوم کی دھمکی** | یعنی بس اب ہم کو اپنی نصیحت سے معاف رکھو، اگر اس روش سے باز نہ آئے تو سنگسار کئے جاؤ گے

(۷۹) **حضرت نوحؑ کی دعاء** | یعنی میرے اور ان کے درمیان عملی فیصلہ فرما دیجئے۔ اب انکے راہِ راست پر آنے کی توقع نہیں۔

ف۱ ساتھی۔ ف۲ باز رہیگا۔ ف۳ بھری۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۸۰) یعنی مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو الگ کر کے ان کا بیڑا غرق کر۔
(۸۱) اس قصہ کی تفصیل پہلے کئی جگہ گذر چکی۔

وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً

اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اُسی جہان کے مالک پر کیا بناتے ہو ہر اونچی زمین پر ایک نشان

تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا

کھیلنے کو اور بناتے ہو کاریگریاں شاید تم ہمیشہ رہو گے ف۸۲ اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو پنجہ مارتے ہو ظلم سے سو ڈرو اللہ

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَجَنّٰتٍ

سے اور میرا کہا مانو ف۸۳ اور ڈرو اُس سے جس نے تم کو پہنچائیں وہ چیزیں جو تم جانتے ہو پہنچائے تم کو چوپائے اور بیٹے اور باغ

وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ

اور چشمے میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کی آفت سے ف۸۴ بولے ہم کو برابر ہے تو نصیحت کرے یا نہ بنے تو نصیحت

الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ

کرنے والا اور کچھ نہیں یہ باتیں عادت ہے اگلے لوگوں کی اور ہم پر آفت نہیں آنے والی ف۸۵ پھر اُسکو جھٹلانے لگے تو ہمنے اُنکو غارت کر

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ ع ۱۱

دیا ف۸۶ اس بات میں البتہ نشانی ہے اور اُن میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا ثمود نے

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

پیغام لانیوالوں کو جب کہا اُن کو اُنکے بھائی صالح نے کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارے پاس پیغام لانیوالا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے

وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تمسے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی جہان کے پالنے والے پر

(۸۲) **قوم عاد کے واقعہ کی تذکیر** اُن لوگوں کو بڑا شوق تھا اُونچے مضبوط منارے بنانے کا جس سے کچھ کام نہ نکلے، مگر نام ہو جائے اور رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلّف کی بناتے تھے مال ضائع کرنے کو۔ اُن میں بڑی کاریگریاں دکھلاتے گویا یہ سمجھتے تھے کہ ہمیشہ یہیں رہنا ہے اور یہ یادگاریں اور عمارتیں کبھی برباد نہ ہونگی۔ (لیکن آج دیکھو تو اُن کے کھنڈر بھی باقی نہیں)۔
(۸۳) **حضرت ہُود کی دعوت** یعنی ظلم و ستم سے زیردستوں اور کمزوروں کو تنگ کر رکھا ہے۔ گویا انصاف اور نرمی کا سبق ہی نہیں پڑھا خدا کی ضعیف مخلوق کو جبر و تعدی کا تختۂ مشق بنا رکھا ہے۔ سو اللہ سے ڈرو، ظلم و تکبر سے باز آؤ، اور میری بات مانو۔
(۸۴) یعنی اتنا تو سوچو کہ آخر یہ سامان تم کو کس نے دیے ہیں؟ کیا اُس منعم حقیقی کا تمہارے ذمہ کوئی حق نہیں۔ اگر تمہاری یہ ہی شرارت اور سرکشی رہی تو مجھے اندیشہ ہے کہ پہلی قوموں کی طرح کسی سخت آفت میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ دیکھو میں تم کو نصیحت کر چکا۔ اپنے انجام کو خوب سوچ لو۔

لہ گویا۔ ۲ چنگل۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۸۵) **قوم عاد کی ضد اور ہٹ دھرمی** یعنی تمہاری نصیحت بیکار ہے۔ یہ جادو ہم پر چلنے والا نہیں۔ قدیم سے یہ عادت چلی آتی ہے کہ کچھ لوگ نبی بن کر عذاب سے ڈرایا کرتے ہیں اور مرنے جینے کا سلسلہ بھی پہلے سے چلا آتا ہے تو اس سے ہم کو کیا اندیشہ ہو سکتا ہے رہا جو طریقہ ہمارا ہے وہ ہی ہمارے اگلے باپ دادوں کا تھا ہم اس سے کسی طرح ہٹنے والے نہیں۔ نہ عذاب کی دھمکیوں کو خاطر میں لا سکتے ہیں۔

(۸۶) **قوم عاد کی ہلاکت** یعنی سخت آندھی بھیج کر۔ ان کا قصہ بھی پہلے "اعراف" وغیرہ میں مفصل گذر چکا ہے۔

أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَٰهُنَا آمِنِينَ ﴿١٤٦﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٤٧﴾ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُونَ

کیا چھوڑے رکھیں گے تم کو یہاں کی چیزوں میں بے کھٹکے باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور کھجوروں میں جن کا گابھا[1] ملائم ہے اور تراشتے ہو

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ﴿١٥١﴾ الَّذِينَ

پہاڑوں کے گھر تکلف کے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ف۸۷ ورنہ مانو حکم بیباک لوگوں کا جو

يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٥٣﴾ مَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ

خرابی کرتے ہیں ملک میں اور اصلاح نہیں کرتے ف۸۸ بولے تجھ پر تو کسی نے جادو کیا ہے تو بھی ایک آدمی ہے

مِّثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿١٥٥﴾

جیسے ہم ف۸۹ سو لے آ کچھ نشانی اگر تو سچا ہے ف۹۰ کہا یہ اونٹنی ہے اسکے لئے پانی پینے کی ایک باری اور تمہاری لئے باری ایک دن کی مقرر ف۹۱

وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ﴿١٥٧﴾ فَأَخَذَهُمُ

اور مت چھیڑیو اس کو بری طرح کبھی پکڑ لے تم کو آفت ایک بڑے دن کی ف۹۲ پھر کاٹ ڈالا اس اونٹنی کو پھر کل کو رہ گئے پچھتاتے ف۹۳ پھر آ پکڑا ان کو

الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٥٨﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٥٩﴾ كَذَّبَتْ ع ۱۲

عذاب نے البتہ اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم کرنے والا جھٹلایا

قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا

لوط کی قوم نے پیغام لانیوالوں کو جب کہا ان کو انکے بھائی لوط نے کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارے لئے پیغام لانیوالا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ

اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾

سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس کا کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر

(۸۷) **قوم ثمود کی تکذیب اور حضرت صالح کی دعوت** یعنی کیا یہ خیال ہے کہ ہمیشہ اسی عیش و آرام اور باغ و بہار کے مزے لوٹو گے؟ اور پہاڑوں کو تراش کر جو تکلف کے مکان تیار کئے ہیں ان سے کبھی نہ نکلو گے؟ یا یہ مضبوط اور سنگین عمارتیں تم کو خدا کے عذاب سے بچا لیں گی؟ اس سودائے خام کو دل سے نکال ڈالو۔ اور خدا تعالیٰ سے ڈر کر میرا کہا مانو۔ میں تمہارے بھلے کی کہتا ہوں۔

(۸۸) یہ عوام کو فرمایا کہ تم ان بڑے مفسد شیطانوں کے پیچھے چل کر تباہ نہ ہو۔ یہ تو زمین میں خرابی پھیلانے والے ہیں۔ اصلاح کرنیوالے اور نیک صلاح دینے والے نہیں۔

[1] بیخوف۔ [2] خوشہ۔ [3] کونچیں کاٹیں اس اونٹنی کی۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۸۹) یعنی ہم سے کونسی بات تجھ میں زائد ہے جو نبی بن گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے جادو کر دیا ہے جس سے تیری عقل ماری گئی۔ (العیاذ باللہ)

(۹۰) **معجزے کا مطالبہ** یعنی اگر نبی ہے اور ہم سے ممتاز درجہ رکھتا ہے تو اللہ سے کہہ کر کوئی ایسا نشان دکھلا جسے ہم بھی تسلیم کر لیں پھر فرمائش کی کہ اچھا پتھر کی اس چٹان میں سے ایک اونٹنی نکال دے جو ایسی اور ایسی ہو۔ حضرت صالح نے دعا فرمائی حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ نشان دکھلا دیا۔

(۹۱) **اونٹنی کا معجزہ** حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اونٹنی پیدا ہوئی پتھر میں سے اللہ کی قدرت سے، حضرت صالح کی دعاء سے وہ چھوٹی پھرتی، جس جنگل میں چرنے یا جس تالاب پر پانی پینے جاتی سب مواشی بھاگ کر کنارے ہو جاتے۔ تب یوں ٹھہرا دیا کہ ایک دن اُس پانی پر وہ جائے۔ ایک دن اوروں کے مواشی جائیں۔

(۹۲) یعنی اونٹنی کے ساتھ بُرائی سے پیش آنا ورنہ بڑی سخت آفت ہوگی۔

(۹۳) **اونٹنی کے پاؤں کو کاٹنے کا جرم** ایک بدکار عورت کے گھر مواشی بہت تھے، چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک آشنا کو اُکسایا، اُس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیے، اُس کے تین دن بعد عذاب آیا (موضح القرآن) یہ قصہ بھی پہلے مفصل گذر چکا۔

أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِينَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ

کیا تم دوڑتے ہو جہان کے مردوں پر ف۹۴ اور چھوڑتے ہو جو تمہارے واسطے بنا دی ہیں تمہارے رب نے تمہاری جورُوئیں بلکہ تم لوگ ہو حد سے

عَادُونَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يٰلُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ

بڑھنے والے ف۹۵ بولے اگر نہ چھوڑیگا[1] تو اے لوط تو تُو نکال دیا جائے گا ف۹۶ کہا میں تمہارے کام سے البتہ

الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغٰبِرِينَ ﴿١٧١﴾

بیزار ہوں ف۹۷ اے رب خلاص کر مجھ کو اور میرے گھر والوں کو اُنکا مونسی جو یہ کرتے ہیں ف۹۸ پھر بچا دیا ہم نے اُسکو اور اُسکے گھر والوں کو سب کو مگر ایک بڑھیا رہ گئی رہنے والوں میں ف۹۹

ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٧٢﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً ۖ

پھر اُٹھا مارا ہم نے اُن دوسروں کو اور برسایا اُن پر ایک برساؤ[2] سو کیا بُرا برساؤ تھا اُن ڈرائے ہوؤں کا ف۱۰۰ البتہ اس بات میں نشانی ہے

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ أَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ ع ۹ ۱۶ ۱۳

اور اُن میں بہت لوگ نہیں تھے ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا بن کے رہنے والوں

الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

نے پیغام لانیوالوں کو ف۱۰۱ جب کہا اُن کو شعیب نے کیا تم ڈرتے نہیں میں تم کو پیغام پہنچانیوالا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور

أَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾ وَمَا أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿١٨٠﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا

میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اُسی پروردگار عالم پر پورا بھر کر دو ماپ اور مت

تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾

ہو نقصان دینے والے اور تولو سیدھی ترازو سے ف۱۰۲

[1] نہ چپکا رہیگا۔ [2] اکھاڑ مینہ۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۹۴) **حضرت لوط کی دعوت** یعنی سارے جہان میں سے مرد ہی تمہاری شہوت رانی کے لئے رہ گئے، یا یہ کہ سارے جہان میں سے تم ہی ہو جو اس فعل شنیع کے مرتکب ہوتے ہو۔

(۹۵) یعنی یہ خلاف فطرت کام کر کے آدمیت کی حد سے بھی نکل چکے ہو۔

(۹۶) یعنی یہ وعظ و نصیحت رہنے دو۔ اگر آئندہ ہمیں تنگ کرو گے تو تم کو بستی سے نکال باہر کریں گے۔

(۹۷) اس لئے ضرور اُس پر اظہار نفرت کرونگا اور نصیحت سے باز نہیں آسکتا۔

(۹۸) یعنی اُن کی نحوست اور وبال سے ہم کو بچا اور انہیں غارت کر۔

(۹۹) **حضرت لوطؑ کی بیوی کی ہلاکت** یہ اُن کی بیوی تھی جو اُن بدمعاشوں سے مل رہی تھی۔ جب عذاب آیا تو یہ بھی ہلاک ہوئی۔

(۱۰۰) **قوم لوط پر عذاب** یعنی اُن کی بستیاں اُلٹ دیں اور آسمان سے پتھروں کا برساؤ کیا۔ سو ڈھیر ہو رہ گئے۔ اُن کا قصہ بھی مفصل اعراف وغیرہ میں گذر چکا۔

(۱۰۱) **حضرت شعیبؑ کی قوم اصحاب ایکہ** ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ "اصحاب ایکہ" وہ ہی قوم مدین ہے۔ "ایکہ" ایک درخت تھا جسے یہ لوگ پوجتے تھے، اُسی نسبت سے "الایکہ" کہا گیا۔ اور اسی لئے شعیب کو "اخوہم" سے تعبیر نہیں فرمایا۔ کیونکہ انبیاء کی اُخوت محض قومی و نسبی تعلقات پر مبنی تھی۔ اگر "مدین" کہتے تو "اخوہم" کہنا موزوں تھا جب "اصحاب الایکہ" کہہ کر ایک مذہبی نسبت سے ذکر کیا تو اس حیثیت سے "اخوہم" فرمانا حضرت شعیب کی شان کے مناسب نہ تھا بہرحال "مدین" اور "اصحاب ایکہ" ایک قوم ہے اور شعیب اسی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ پہلے بھی اس کے متعلق کچھ بحث گذر چکی۔

(۱۰۲) **ناپ تول میں کمی بیشی نہ کرو** یعنی معاملات میں خیانت اور بے انصافی مت کرو۔ جس طرح لینے کے وقت پورا ناپ تول کر لیتے ہو دیتے وقت بھی پورا ناپ تول کر دو۔

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ

اور مت گھٹا دو لوگوں کو اُن کی چیزیں اور مت دوڑو ملک میں خرابی ڈالتے ہوئے ف۱۰۳ اور ڈرو اُس سے جس نے بنایا تم کو اور اگلی

الْأَوَّلِينَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ

خلقت کو بولے تجھ پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے اور تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا

الْكَاذِبِينَ ﴿۱۸۶﴾ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ

ہے ف۱۰۴ سو گرا دے ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان کا اگر تو سچا ہے ف۱۰۵ کہا میرا رب خوب جانتا ہے

بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۸۹﴾ إِنَّ

جو کچھ تم کرتے ہو ف۱۰۶ پھر اُس کو جھٹلایا پھر پکڑ لیا اُن کو آفت نے سائبان والے دن کی بیشک وہ تھا عذاب بڑے دن کا ف۱۰۷ البتہ

فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۹۰﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۹۱﴾

اس بات میں نشانی ہے اور اُن میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

ف۱ ڈال دے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۱۰۳) یعنی ملک میں ڈاکے مت ڈالو اور لوگوں کے حقوق نہ مارو۔

(۱۰۴) یعنی دعوئے نبوّت میں اور عذاب وغیرہ کی دھمکیوں میں۔

(۱۰۵) **قوم شعیب کی گستاخی** اگر سچا ہے تو آسمان کا یا بادل کا کوئی ٹکڑا گرو اکر ہم کو ہلاک کیوں نہیں کر دیتا۔

(۱۰۶) یعنی وہ ہی جانتا ہے کہ کس جرم پر کس وقت اور کتنی سزا ملنی چاہئے۔ عذاب دینا ہمارا کام نہیں۔ ہمارا کام ہشیار کر دینا تھا، سو کر چکے۔

(۱۰۷) **قوم شعیب پر سائبان کا عذاب** سائبان کی طرح ابر آیا اُس میں سے آگ برسی، نیچے سے زمین کو بھونچال آیا اور سخت ہولناک آواز آئی، اس طرح سب قوم تباہ ہو گئی۔ ان کا قصّہ بھی پہلے مفصّل گذر چکا ہے ایک نظر وہاں کے فوائد پر ڈال لی جائے۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

اور یہ قرآن ہی اُتارا ہوا پروردگار عالم کا لیکر اُترا ہے اُسکو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ تو ہو ڈر سنا دینے والا ف۱۰۸

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا

کھلی عربی زبان میں ف۱۰۹ اور یہ لکھا ہے پہلوں کی کتابوں میں ف۱۱۰ کیا اُنکے واسطے نشانی نہیں یہ بات کہ اُسکی خبر رکھتے ہیں پڑھے لوگ

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ

بنی اسرائیل کے ف۱۱۱ اور اگر اُتارتے ہم یہ کتاب کسی اوپری زبان والے پر اور وہ اُسکو پڑھ کر سناتا تو بھی اس پر یقین نہ لاتے ف۱۱۲ اسی طرح

سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّ

گھسا دیا ہم نے اُس انکار کو گنہگاروں کے دل میں وہ نہ مانیں گے اُس کو جب تک نہ دیکھ لیں گے عذاب دردناک ف۱۱۳ پھر آئے اُن پر اچانک اور

هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ

اُنکو خبر بھی نہ ہو پھر کہنے لگیں کچھ بھی ہم کو فرصت ملے گی ف۱۱۴ کیا ہمارے عذاب کو جلد مانگتے ہیں بھلا دیکھ تو اگر فائدہ پہنچاتے رہیں ہم

سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ

اُنکو برسوں پھر پہنچے اُن پر جس چیز کا اُن سے وعدہ تھا تو کیا کام آئیگا اُن کے جو کچھ فائدہ اُٹھاتے رہے ف۱۱۵ اور کوئی بستی نہیں غارت کی

قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾

ہم نے جس کے لئے نہیں تھی ڈر سنا دینے والی یاد دلانے کو اور ہمارا کام نہیں ہے ظلم کرنا ف۱۱۶ اور اس قرآن کو نہیں لیکر اُترے شیطان

(۱۰۸) **قرآن کریم کا نزول قلب رسولؐ پر** آغاز سورت میں قرآن کریم کا ذکر تھا اور اُس کی تکذیب پر دھمکی دی گئی تھی، درمیان میں مکذبین حق کے واقعات بیان ہوئے یہاں سے پھر مضمون سابق کی طرف عود کیا گیا ہے۔ یعنی قرآن کریم وہ مبارک اور عظیم الشان کتاب ہے جسے رب العلمین نے اُتارا، جبریل امین لیکر اُترے اور تیرے پاک وصاف قلب پر اُتاری گئی کیونکہ یہ ہی قلب تھا جو اللہ کے علم میں اس بھاری امانت کو اٹھانے اور سنبھالنے کے لائق تھا، چنانچہ وحی قرآنی آئی۔ اور سیدھی تیرے دل میں اُترتی چلی گئی۔ تو نے اُس کو اپنے سارے دل سے سُنا اور سمجھا اور محفوظ رکھا، شاید "عَلٰى قَلْبِكَ" کے لفظ میں یہ بھی اشارہ ہو کر نزول وحی کی جو دو کیفیتیں احادیث صحیحہ میں وارد ہوئی ہیں (یعنی

ع ۹ ۱۲

لہ دوسری۔

Brought To You By www.e-iqra.info

کبھی "صلصلۃ الجرس" کی طرح آنا اور کبھی فرشتہ کا آدمی کی صورت میں سامنے آکر بات کرنا) اُن میں سے قرآن کی وحی اغلباً پہلی کیفیت کے ساتھ آتی تھی۔ کیونکہ دونوں حالتوں میں محققین کے نزدیک فرق یہ تھا کہ پہلی حالت میں پیغمبر کو بشریت سے متخلع ہو کر ملکیت کی طرف جانا پڑتا تھا۔ گویا اُس وقت آلات جسدانیہ کو بالکل معطل کر کے صرف روحی قوتوں اور قلبی حواس سے کام لیتے تھے۔ دل کے کانوں سے وحی کی آواز سُنتے تھے اور دل کی آنکھوں سے فرشتہ کو دیکھتے تھے اور دل کی الٰہی قوتوں سے اُن علوم کی تلقی کرتے تھے اور محفوظ رکھتے تھے بخلاف دوسری حالت کے کہ اُس میں فرشتہ کو ملکیت سے نزول کر کے بشریت کی طرف آنا پڑتا تھا، اُس وقت پیغمبر ان ہی ظاہری آنکھوں سے فرشتہ کو دیکھتے اور ان ہی ظاہری کانوں کے توسط سے آواز سُنتے تھے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ وحی کی پہلی قسم کو احادیث میں فرمایا ہے کہ "ھُوَ اَشَدُّہٗ عَلَیَّ" (وہ مجھ پر بہت بھاری ہوتی ہے) کیونکہ اس میں آپ کو بشریت سے ملکیت کی طرف صعود کرنا پڑتا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۰۹) **الفاظ اور معانی دونوں وحی کئے گئے** یعنی اُتارا نہایت فصیح، واضح اور شگفتہ عربی زبان میں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ "عَلٰی قَلْبِكَ" سے مراد یہ نہیں کہ صرف مضامین قرآن کے آپ کے دل میں اُتار دیے پھر آپ نے اُن کو اپنے الفاظ میں ادا کر دیا۔ بلکہ الفاظ اور مضامین سب وحی ربانی سے قلب مبارک پر القا کئے گئے۔

(۱۱۰) **پچھلی کتابوں میں قرآن کی خبر** یعنی قرآن کی اور اُس کے لانے والے کی خبر پہلی آسمانی کتابوں میں موجود ہے۔ انبیائے سابقین برابر پیشین گوئی کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ باوجود بہت سی تحریف و تبدیل کے اب تک بھی ایک ذخیرہ اس قسم کی پیشین گوئیوں کا پایا جاتا ہے۔ اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اس قرآن کے بیشتر مضامین اجمالاً یا تفصیلاً اگلی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ خصوصاً قصص، توحید، رسالت، معاد وغیرہ مضامین جن پر تمام کتب سماویہ اور انبیاء و مرسلین کا اتفاق رہا ہے۔

(۱۱۱) **علمائے بنی اسرائیل کی گواہی** یعنی علمائے بنی اسرائیل خوب جانتے ہیں کہ یہ وہ ہی کتاب اور پیغمبر ہے جس کی خبر پہلے سے آسمانی صحیفوں میں دی گئی تھی۔ چنانچہ اُن میں سے بعض نے علانیہ اور بعض نے اپنی خصوصی مجلسوں میں امر حق کا اقرار کیا ہے اور بعض انصاف پسند اسی علم کی بناء پر مسلمان ہو گئے مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ غرض ایک منصف فہیم کے لئے جس کا دل حق کی طلب رکھتا اور خدا سے ڈرتا ہو، اس چیز میں بڑی نشانی ہے کہ دوسرے مذاہب کے علماء بھی اپنے دلوں میں قرآن کی حقانیت کو سمجھتے ہیں گو کسی وجہ سے بعض اوقات اعلان و اقرار کی جرأت نہ کر سکیں۔

(۱۱۲) **عجمی پر قرآن نازل ہوتا تو کبھی نہ مانتے** یعنی آپ تو فصحائے عرب میں سے ہیں۔ ممکن ہے مشرکین مکہ یوں کہہ دیں کہ قرآن آپ نے خود تصنیف کر لیا ہو گا (حالانکہ قرآن اُس حد اعجاز کو پہنچا ہوا ہے جس کا مثل تمام جن و انس بھی بنا کر نہیں لا سکتے) تاہم کہنے کو یہ احتمال پیدا کر سکتے ہیں، لیکن ان کی ہٹ دھرمی، شقاوت اور بدبختی کا حال تو یہ ہے کہ اگر یہ قرآن فرض کرو ہم کسی غیر فصیح عرب یا عجمی انسان پر اُتارتے جو ایک حرف عربی کا بولنے پر قادر نہ ہوتا، بلکہ بفرض محال کسی حیوان لایعقل پر اُتارا جاتا، تب بھی یہ لوگ اس کے ماننے والے نہ تھے اس وقت کچھ اور احتمالات پیدا کرتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "کافر کہتے تھے کہ قرآن آیا ہے عربی زبان میں، اس نبی کی زبان بھی عربی ہے شاید آپ ہی کہہ لاتا ہو۔ اگر غیر زبان والے پر عربی قرآن اُترتا تو یقین کرتے، فرمایا کہ دھوکہ والے کا جی کبھی نہیں ٹھہرتا۔ تب اور شبہے نکالتے کہ کوئی سکھا جاتا ہے۔ (موضح القرآن)

(۱۱۳) **قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا کفار کو یقین ہے** یعنی جو آدمی جرائم اور گناہوں کا خوگر ہو جاتا ہے اور اپنے قویٰ کو شرارت اور سرکشی میں لگا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی عادت کے موافق ڈھیل چھوڑ دیتا ہے اور اس کے دل میں انکار و تکذیب کے اثر کو جاگزین کر دیتا ہے۔ یہ تقریر ترجمہ کے موافق ہوئی، لیکن بہت سے مفسرین نے "سَلَكْنٰهُ" کی ضمیر قرآن کی طرف راجع کی ہے۔ یعنی قرآن کو ہمنے

Brought To You By www.e-iqra.info

اس طرح مجرمین کے دل میں گھسا دیا ہے کہ وہ دل میں خوب سمجھتے ہیں کہ یہ کلام بشر کا نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی ہٹ دھرمی سے ایمان نہیں لا سکتے اور تکذیب کئے چلے جاتے ہیں۔ تا آنکہ دنیا یا آخرت میں دردناک عذاب کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں، اُس وقت مانیں گے کہ ہاں پیغمبر سچے تھے اور جو کتاب لائے تھے وہ سچی تھی، مگر اُسوقت ماننا کچھ نفع نہ دیگا۔

(۱۱۴) **کفار کا مہلت طلب کرنا** یعنی جب عذاب الٰہی ایک دم سر پر پہنچ جائیگا اُس وقت کہیں گے کیا ہمیں تھوڑی سی مہلت دیجا سکتی ہے کہ اب توبہ کر کے اپنا چال چلن درست کر لیں اور پیغمبروں کا اتباع کر کے دکھلائیں۔ دنیا میں تو عذاب کی جلدی مچا رہے تھے اب مہلت طلب کرنے لگے۔

(۱۱۵) یعنی سالہا سال کی ڈھیل اور مہلت بھی جو دی گئی تھی اُس وقت کچھ کام نہ آئیگی اُس وقت یہ برسوں کی مہلت کالعدم معلوم ہوگی اور سمجھیں گے کہ واقعی بہت ہی جلدی پکڑے گئے۔ کَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا (نازعات رکوع ۲)

(۱۱۶) **کسی کو مہلت دیئے بغیر عذاب نہیں دیا گیا** یعنی کسی قوم کا تختہ یوں ہی ایک دم نہیں اُلٹ دیا گیا۔ عذاب بھیجنے سے پہلے کافی مہلت دی گئی اور ہشیار کرنے والے پیغمبر بھیجے گئے کہ لوگ غفلت میں نہ رہیں، جب کسی طرح نہ مانے آخر غارت کئے گئے۔ العیاذ باللہ۔

وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

اور نہ اُن سے بن آئے اور نہ وہ کر سکیں ف۱۱۷ اُن کو تو سُننے کی جگہ سے دور کر دیا ہے ف۱۱۸ سو تو مت پکار اللہ کے ساتھ دوسرا معبود پھر

فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ

تو پڑے عذاب میں ف۱۱۹ اور ڈر سنا دے اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ف۱۲۰ اور اپنے بازو نیچے رکھ اُنکے واسطے جو تیرے ساتھ ہیں

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ

ایمان والے ف۱۲۱ پھر اگر تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے میں بیزار ہوں تمہارے کام سے ف۱۲۲ اور بھروسہ کر اُس زبردست رحم والے پر ف۱۲۳ جو

يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ

دیکھتا ہے تجھ کو جب تو اُٹھتا ہے اور تیرا پھرنا نمازیوں میں ف۱۲۴ بیشک وہی ہے سننے والا جاننے والا میں بتلاؤں تم کو کس پر اُترتے ہیں

الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾

شیطان اُترتے ہیں ہر جھوٹے گنہگار پر ف۱۲۵

(۱۱۷) **قرآن کسی جن کا لایا ہوا نہیں ہے** درمیان میں مکذبین کے احوال بیان فرما کر پھر اصل مضمون "وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ" کی تکمیل و تتمیم فرماتے ہیں۔ یعنی یہ کتاب خدا تعالیٰ کے ہاں سے جبریل امین لائے ہیں۔ شیاطین کی سکھلائی ہوئی چیز نہیں۔ بھلا شیاطین سے کہاں ممکن ہے کہ ایسی کتاب بن آئے۔ اُن کی طبائع کا خاصہ تو گمراہی، فساد، اور ظلمت پھیلانا ہے۔ اور یہ کتاب اوّل سے آخر تک رشد و صلاح اور نور ہدایت سے بھری ہوئی ہے جس کی تعلیم سے وہ جماعت تیار ہوئی جس سے زیادہ آسمان کے نیچے بجز انبیاء کے کوئی پاکباز، صادق خدا ترس اور خدا پرست جماعت نہیں۔ تو اس کتاب کے علوم اور شیاطین کی طبائع میں کوئی مناسبت نہیں۔ نہ وہ اس لائق ہیں کہ اس عظیم الشان، متبرک بار امانت کو اُٹھا سکیں۔ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا

ف۱ برطرف۔ ف۲ حاکم۔

Brought To You By www.e-iqra.info

مُتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ" (حشر رکوع ۳) روایات میں ہے کہ بعض مشرکین کا خیال تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی جن آکر یہ قرآن سکھلا جاتا ہے۔ بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ وحی آنے میں کچھ دیر ہوئی تو ایک عورت نے حضورؐ کو کہا کہ تیرے شیطان نے تجھ کو چھوڑ دیا (نعوذ باللہ) ان آیات میں اسی خیال کی تردید ہے۔

(۱۱۸) **شیاطین کو دُور کر دیا گیا ہے** یعنی نزول قرآن کے زمانہ میں اُس کی حفاظت کے لئے ایسے غیبی پہرے بٹھائے گئے ہیں کہ شیاطین پاس بھی نہیں پھٹک سکتے نہ ایک حرف اُچک سکتے ہیں کما قال تعالیٰ "وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا" (جن رکوع ۱) وقال تعالیٰ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (جن رکوع ۲) وقال تعالیٰ "لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ" (حم السجدہ رکوع ۵) (تنبیہ) شیاطین کے غیبی خبریں سُننے کی کوشش کرنے اور ناکام رہنے کے متعلق سورۂ حجر کے شروع میں مفصل کلام کیا جا چکا ہے وہاں مطالعہ کرنا چاہئے۔

(۱۱۹) یہ فرمایا رسول کو اور سُنایا اوروں کو یعنی جب یہ کتاب بلاشک وشبہ خدا کی اُتاری ہوئی ہے، شیطان کا اس میں ذرّہ بھر دخل نہیں تو چاہئے کہ اس کی تعلیم پر چلو جس میں اصل اصول توحید ہے۔ شرک وکفر اور تکذیب کی شیطانی راہ اختیار مت کرو۔ ورنہ عذاب الٰہی سے رستگاری کی کوئی سبیل نہیں۔

(۱۲۰) **اقرباء کو دعوت کا حکم** یعنی اوروں سے پہلے اپنے اقارب کو تنبیہ کیجئے۔ کہ خیر خواہی میں اُن کا حق مقدم ہے اور ویسے بھی آدمی کی صداقت وحقانیت اقارب کے معاملہ سے پرکھی جاتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت اُتری حضرت نے سارے قریش کو پکار کر سُنا دیا اور اپنی پھوپی تک اور اپنی بیٹی تک اور چچا تک کہہ سُنایا کہ اللہ کے ہاں اپنی فکر کرو۔ خدا کے ہاں میں تمہارا کچھ نہیں کر سکتا۔

(۱۲۱) یعنی شفقت میں رکھ ایمان والوں کو، اپنے ہوں یا پرائے۔

(۱۲۲) یعنی خلاف حکم خدا جو کوئی کرے اُس سے تو بیزار ہو جا اپنا ہو یا پرایا۔ (موضح)۔

(۱۲۳) **آنحضرتؐ کو نصرت کا وعدہ** یعنی نافرمانی کرنے والے کوئی ہوں اور کتنے ہی ہوں تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ سب سے بیزار ہو کر ایک خدا پر بھروسہ رکھ جو زبردست بھی ہے۔ کسی کی اُس کے مقابلہ میں چل نہیں سکتی اور مہربانی فرمانے والا بھی، چنانچہ اپنی مہربانی سے تیرے حال پر ہر وقت نظر عنایت رکھتا ہے۔

(۱۲۴) یعنی جب تو تہجد کو اٹھتا ہے اور متوسلین کی خبر لیتا ہے کہ خدا کی یاد میں ہیں یا غافل (موضح) یا تو جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور جماعت کی نماز میں نقل وحرکت (رکوع وسجود وغیرہ) کرتا ہے اور مقتدیوں کی دیکھ بھال رکھتا ہے۔ اور بعض سلف نے کہا کہ ساجدین سے آپ کے آباء مراد ہیں یعنی آپ کے نور کا ایک نبی کی صلب سے دوسرے نبی کی صلب تک منتقل ہونا اور آخر میں نبی ہو کر تشریف لانا، بلکہ بعض مفسرین نے اس لفظ سے حضورؐ کے والدین کے ایمان پر استدلال کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۲۵) **شیطان کس پر اُترتے ہیں؟** یہاں پھر قرآن کے صدق اور عظمت شان پر تنبیہ فرمائی۔ یعنی ایسے ساجدین اور تہجد گذاروں کے امام کو جو اللہ کے معاملہ میں اپنے اور بیگانے کی کوئی پروا نہ کرے۔ اور ساری دنیا سے ٹوٹ کر اکیلے خدا پر بھروسہ رکھے، کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ (معاذ اللہ) شیطان ایسے پر وحی لاتا تھا؟ آؤ! میں تم کو بتلاؤں کہ شیطانی وحی کس قسم کے لوگوں پر آتی ہے۔ وہ آتی ہے جھوٹوں پر، بدمعاشوں اور بدکاروں پر، کیونکہ شیطان سچے اور نیک آدمیوں سے بیزار ہے کہ یہ اُس کو بُرا جانتے ہیں۔ جھوٹے دغابازوں سے خوش ہے جو اُس کی مرضی کے موافق ہیں۔ بھلا سب سچوں سے زیادہ سچے اور تمام نیکوں سے بڑھ کر نیک انسان کو شیطانی وحی سے کیا نسبت، حضورؐ کا صدق

Brought To You By www.e-iqra.info

وامانت، اتقا، پاکبازی، خدا ترسی، تو وہ اوصاف ہیں جو بچپن سے لیکر دعوئے نبوّت تک آپ کی ساری قوم کو تسلیم تھے حتیٰ کہ "الصادق الامین" آپ کا لقب ہی پڑ گیا تھا۔

يُلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾

لاڈ التے ہیں سُنی ہوئی بات اور بہت اُن میں جھوٹے ہیں ف۱۲۶ اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں ف۱۲۷ تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں ف۱۲۸

وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ

اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ف۱۲۹ مگر وہ لوگ جو یقین لائے اور کام کئے اچھے اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلہ لیا اُس کے

بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ ع ۱۱ ۱۵

پیچھے کہ اُن پر ظلم ہوا ف۱۳۰ اور اب معلوم کر لیں گے ظلم کرنیوالے کہ کس کروٹ اُلٹتے ہیں ف۱۳۱

(۱۲۶) **شیاطین جھوٹی خبریں لاتے ہیں** یعنی شیاطین کوئی ایک آدھ ناتمام بات امور غیبیہ جنریٹہ کے متعلق جو سُن بھاگتے ہیں اس میں سو جھوٹ ملا کر اپنے کاہن دوستوں کو پہنچاتے ہیں، یہ حقیقت اُن کی وحی کی ہے۔ برخلاف اس کے انبیاء کی وحی کا ایک حرف اور ایک شوشہ بھی جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ بعض نے "يُلْقُوْنَ السَّمْعَ" کے معنی یہ لئے ہیں کہ شیاطین ملائے اعلیٰ کی طرف کان لگاتے ہیں کہ کوئی غیبی بھنک کان میں پڑ جائے، یا جھوٹے گنہگار شیاطین کی طرف کان جھکائے رکھتے ہیں کہ کوئی چیز اُدھر سے ہاتھ آئے تو چلتی کریں۔

(۱۲۷) **شاعروں کی بات پر بے راہ چلتے ہیں** کافر لوگ پیغمبر کو کبھی کاہن بتاتے کبھی شاعر، سو فرمایا کہ شاعری کی باتیں محض تخیلات ہوتی ہیں تحقیق سے اُس کو لگاؤ نہیں ہوتا۔ اسی لئے اُس کی باتوں سے بجز گرمی محفل یا وقتی جوش اور واہ واہ کے کسی کو مستقل ہدایت نہیں ہوتی حالانکہ اس پیغمبر کی صحبت میں قرآن سُن سُن کر ہزاروں آدمی نیکی اور پرہیزگاری پر آتے ہیں۔

(۱۲۸) **شاعر تخیل کی وادیوں میں بھٹکتے ہیں** یعنی جو مضمون پکڑ لیا اُسی کو بڑھاتے چلے گئے، کسی کی تعریف کی تو آسمان پر چڑھا دیا مذمت کی تو ساری دنیا کے عیب اُس میں جمع کر دیے۔ موجود کو معدوم اور معدوم کو موجود ثابت کرنا اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے غرض جھوٹ، مبالغہ اور تخیل کے جس جنگل میں نکل گئے، پھر مڑ کر نہیں دیکھا۔ اسی لئے شعر کی نسبت مشہور ہے "اکذبُ اُو احسنُ اُو"

(۱۲۹) **شاعر جو کہتے ہیں کرتے نہیں** یعنی شعر پڑھو تو معلوم ہو کہ رستم سے زیادہ بہادر اور شیر سے زیادہ دلیر ہوں گے، اور جا کر ملو تو پرلے درجہ کے نامرد اور ڈرپوک۔ کبھی دیکھو تو ہٹے کٹے ہیں اور اشعار پڑھو تو خیال ہو کہ بنضیں ساقط ہو چکیں، قبض روح کا انتظار ہے حالی نے مسدس میں ان کے جھوٹ کا خوب نقشہ کھینچا ہے غرض ایک پیغمبر خدا اور وہ بھی خاتم الانبیاء کو اس جماعت سے کیا لگاؤ۔ اسی لئے فرمایا "وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ" آپ کی جو بات تھی سچی، جچی، تلی، باون تولے پاؤ رتی تحقیق کی ترازو میں تلی ہوئی۔ پھر جو بات زبان مبارک سے سُنی جاتی تھی وہ ہی عمل میں آنکھوں سے نظر آتی تھی۔ بھلا شاعر ایسے ہوتے ہیں؟ اور شاعری اسے کہتے ہیں؟ حاشا ثم حاشا۔

(۱۳۰) **کون سے شاعر اس سے مستثنیٰ ہیں** مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے یا نیکی کی ترغیب دے، یا کفر کی مذمت یا گناہ کی بُرائی کرے یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اُس کا جواب دے، یا کسی نے اس کو ایذاء پہنچائی اس کا جواب بحد اعتدال دیا،

Brought To You By www.e-iqra.info

ایسا شعر عیب نہیں۔ چنانچہ حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ ایسے ہی اشعار کہتے تھے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کافروں کا جواب دے اور رُوح القدس تیرے ساتھ ہے۔

(۱۳۱) یہ "مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا" کی مناسبت سے فرمایا کہ ظالموں کو عنقریب اپنا انجام معلوم ہو جائے گا کہ کس کروٹ اُونٹ بیٹھتا ہے۔ سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ اللہ کی کتابوں اور پیغمبروں کو کاہن و شاعر کہہ کر جھٹلائے۔

Brought To You By www.e-iqra.info